اسلامی تناظر میں ایک مثالی گھرانے کی خصوصیات: ایک تحقیقی جائزہ

Characteristics of an Ideal Family in the Islamic Context: A Research Review

*سعدیہ ثمین

**ڈاکٹر محمد ایاز

Abstract

In the Islamic law, the family is getting a primary status and family consists of spouse. Islam is a perfect and composite religion that offers an ideal family to the rules and present them on their rules an ideal family builds on a strong and high Islamic basis. If, in the light of Islamic teachings, every Muslim becomes a part of a strong Islamic family by failing the evil plans of Europe, both the world and the hereafter will be successful and society will be paradise. The same aspect is highlighted in this article.

Key words: Islamic law, ideal family, Muslim, evil plans of Europe, successful

ایک مثالی گھرانہ انتہائی مضبوط اور اعلیٰ بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس پودے کی آبیاری کی جائے تو بہت جلد یہ تن آور درخت کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ یورپ کے شیطانی منصوبوں کو ناکام کرنے کے لیے مضبوط اسلامی خاندانی نظام کا حصہ بنے اور اپنا کردار ادا کرے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی کامیاب و کامران ہو سکے اور دنیا میں بھی اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے۔ مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھ کر ایک مثالی گھرانہ قائم کیا جاسکتا ہے:

1۔ میاں بیوی کی حقیقی محبت

میاں بیوی کے درمیان ذہنی ہم آہنگی، آپس میں تعاون و ہمدردی اور پیار و محبت مثالی گھرانے کی تشکیل اور اس کے تحفظ میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب میاں بیوی اللہ تعالیٰ کی محبت کو بنیاد بنائیں اور آپس میں تعاون و ہمدردی کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر نبھائیں۔ وہ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض سے مکمل واقفیت رکھتے ہوئے حسن سلوک، بھلائی اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کریں، قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

*ایم فل سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، پشاور

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، پشاور

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[1]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان سے آرام پاؤ۔ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔ یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں"۔

دائرۂ عمل کا تعین

اسلام نے خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک کے دائرہ عمل کو واضح کیا ہے، لہٰذا ان کو یہی ملحوظ رکھنا ہوگی۔ خاوند گھر کے باہر کے اُمور کا ذمہ دار ہے، اس پر بیوی کا نان و نفقہ، لباس اور اس کی جائز ضروریات کو پورا کرنا واجب ہے جبکہ بیوی گھریلو ذمہ داریوں کو نبھانے کی پابند ہے۔ اللہ نے مردوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[2]

"پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پالو"۔

اور عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾[3]

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو"۔

رسالتِ مآب (ﷺ) سے ایک صحابی نے بیوی کے حقوق سے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

«أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ»[4]

"جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مارو اور اس کے چہرے کو برا بھلا نہ ہو اور ناراضی میں اسے گھر کے اندر ہی چھوڑو (یعنی گھر سے نہ نکالو)"۔

مرد عورتوں پر نگران ہیں

ایک مثالی گھرانے میں مرد کو عورت پر نگران بنایا گیا ہے کیونکہ اس کے ذمہ خرچ کرتا ہے، ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾[5]

"مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں"۔

کیونکہ مرد نگران ہیں اس لیے بیوی کو خاوند کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا حکم دے جو خالق کی نافرمانی پر مبنی ہو۔ جیسا کہ فرمایا:

«إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ»[6]

"جو عورت پانچ وقت نماز پڑھے، اور رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ"۔

شریعت نے عورت کو خاوند کی اطاعت جبکہ خاوند کو عورت کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین معاشرت کا پابند بنایا ہے۔

احساس ذمہ داری

مثالی گھرانے میں احساس ذمہ داری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ رسول کریم (ﷺ) نے فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ، وَالعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ»[7]

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے اہل و عیال کا نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں نگران ہے اور وہ اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس بارے میں جواب دہ ہے۔ خبر دار! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ﴾ [8]

" اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچالو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں"۔

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ روایت میں ہے:

«مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الجَنَّةُ»[9]

"جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں، اس نے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا اور ان کی پرورش کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتا رہا تو اس کے لیے جنت ہے"۔

اور ایک حدیث شریف ہے:

«عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ،وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ»[10]

"سات برس کے بچے کو نماز سکھاؤ، اور دس برس کے بچے کو نماز نہ پڑھنے پر مارو"۔

مندرجہ بالا دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ مثالی گھرانے میں ہر فرد نگران ہے اور اسے اپنی ذمہ داری کا خوب احساس ہوتا ہے۔ مثالی گھرانہ مادر پدر آزادی کا حامی نہیں ہے اور نہ ہی سے بے جا سختی کی اجازت دیتا ہے۔ البتہ ہر ذمہ دار کو اپنی جواب دہی کا خوف لاحق رہتا ہے، اس لیے وہ اپنی ذمہ داری سے صحیح طور پر عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

فرماتے ہیں:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَيُّوثٌ»[11]

"دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہو گا"۔

اور دیوث وہ ہے جو گھر کی عورتوں میں برائی دیکھ کر خاموش رہے۔

قدوۃ اور نمونہ

مثالی گھرانے کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر ذمہ دار فرد دوسروں کے لیے نمونہ ہے، یعنی وہ خود عمل کرتا ہے اور اپنے ماتحتوں کو بھی عمل کی دعوت اور ترغیب دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں کرتا کہ بیوی بچوں کو تو کسی غلط کام سے منع کرتا

ہے اور خود اس کا ارتکاب کرتا ہے یا پھر اپنے ماتحتوں کو کسی نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر نظر رکھتا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفْعَلُونَ- كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَالَا تَفْعَلُونَ﴾[12]

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ تم جو کرتے ہیں اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے"۔

خدمت واطاعت

مثالی گھرانے میں خدمت و اطاعت کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ بیوی خاوند کی اطاعت کرے گی مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے۔ اولاد ماں باپ کی خدمت واطاعت کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا- وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾[13]

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست کیے رکھنا اور دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی"۔

بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت

مثالی گھرانے میں بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت سے متعلق آپؐ فرمایا:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا»[14]

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے"۔

آج یورپ نے بوڑھوں اور بڑوں سے جان چھڑانے کے لیے "Old House" بنا رکھے ہیں جہاں بوڑھوں کو رکھا جاتا ہے اور سال میں ایک دفعہ وہ لوگ بوڑھوں کے عالمی دن کے موقع پر ان کو پھول پیش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو

ان کے بوجھ سے آزاد محسوس کرتے ہیں۔

اسلام میں خاندان کے بڑے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کا مقام و مرتبہ بلند سمجھا جاتا ہے۔ اس کی خدمت کو دینی فریضہ خیال کیا جاتا ہے اور چھوٹوں کے ساتھ رحم دلی اور محبت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔

مساوات

اسلامی خاندان میں مساوات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ متعدد ازدواج میں عدل کرنے سے ایک شوہر کو واقف ہونا چاہیئے ورنہ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق اگر وہ ایک کی طرف جھکے گا اور دوسری کو چھوڑ دے گا تو قیامت کے دن اس کا جسم فالج زدہ ہو گا۔

اسی طرح اولاد کے درمیان مساوات کو بھی اسلامی خاندان میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ایک روایت ہے:

«أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَ ابْنًا لَهُ غُلَامًا، فَأَتَى النَّبِيَّ (ﷺ) يُشْهِدُهُ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ مَا نَحَلْتَ هَذَا؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ»[15]

ترجمہ: " ان کے باپ (بشیر) نے اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام دیا، وہ نبی اکرم (ﷺ) کی خدمت میں آئے تاکہ آپ کو اس پر گواہ بنائیں، تو آپ نے ان سے پوچھا: "کیا تم نے اپنے تمام لڑکوں کو ایسا ہی غلام عطیہ میں دیا ہے جیسا اس کو دیا ہے؟ "کہا: "نہیں"، آپ نے فرمایا: "تو اسے واپس لے لو"۔

بعض روایات میں ہے کہ "مجھے ظلم اور جھوٹ پر گواہ نہ بناؤ" اسی لیے بعض علماء لکھتے ہیں کہ اگر ایک بچے کو بوسہ دے تو دوسروں کو بھی ضرور دے تاکہ ان میں مساوات قائم ہو اور ان میں سے بعض احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں۔

حوصلہ و بردباری

نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا:

«لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»[16]

"دشمن نہ رکھے کوئی مؤمن مرد کسی مؤمن عورت کو اگر اس میں ایک عادت ناپسند ہو گی تو دوسری پسند بھی ہو گی"۔

اور بیوی کو بھی حوصلہ سے کام لینے کی تلقین ہے۔ ارشاد نبوی (ﷺ) ہے:

«أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الجَنَّةِ»[17]

"جس عورت نے بغیر کسی بات کے اپنے شوہر سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی

خوشبو حرام ہے"۔

حقیقی کامیابی کا حصول

اسلامی خاندان اس بنیاد پر بھی قائم ہے کہ خاندان کا سربراہ اپنے ماتحت افراد کی ضروریات کو فقط اس لیے پورا نہیں کرتا کہ وہ اس کے اہل وعیال ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تاکہ وہ ایک ایک چیز کے بدلے اللہ کی طرف سے اجر وثواب اور انعامات کا حق بن سکے۔

سعد رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ وصیت سے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

«الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ،أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ،وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ،حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِي امْرَأَتِكَ،وَلَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ،يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ،وَيُضَرُّ بِكَ آخَرُونَ»[18]

ترجمہ: "تہائی اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ تم اپنے وارثوں تنگ دست چھوڑنے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے کہ ان کو مالدار چھوڑ کر جاؤ۔ اور ان پر خرچ تمہاری طرف سے صدقہ ہو گا۔ یہاں تک جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھنے کے لیے اٹھاؤ گے اس پر بھی ثواب ملے گا اور امید ہے کہ ابھی اللہ تمہیں زندہ رکھ کر تم سے بہت سے لوگوں کو نفع اور بہت سے لوگوں (کفار) نقصان پہنچائے گا"۔

ماں باپ اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں، ان کو اپنے لیے صدقہ جاریہ بنا کر اپنے فوت ہو جانے کے بعد بھی ثواب کی امید رکھتے ہیں، حدیث میں مذکور ہے:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ:إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ،أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ،أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ»[19]

"جب مر جاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک بخت بچے کا جو دعا کرے اس کے لیے۔"

خلاصۂ کلام

اسلامی تعلیمات پر استوار گھرانے ہمیشہ معاشرے میں مثبت کردار ادا کر کے معاشرے کو پُرامن بناتے ہیں۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایسے گھرانے مثالی ہوتے ہیں اور اس کے افراد پُرسکون ہونے کی وجہ سے ہمیشہ

ایجادات اور کچھ نیا کرنے کی سوچتے ہیں۔ مثالی گھرانوں کے افراد ظاہر و باطن دونوں میں پاک و صاف ہوتے ہیں۔ وہ گناہِ کبیرہ اور دیگر بُرے عادات و اطوار سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو اپنا کر ہی ہم معاشرے کو ٹھیک کر سکتے ہیں اور ایک مثالی گھرانے کا قیام کر سکتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1. سورۃ الجمعہ 62: 10۔
2. سورۃ الاحزاب 33: 33۔
3. سنن ابی داؤد، کِتَاب النِّكَاحِ، باب فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، ج2، ص244، رقم الحدیث: 2142۔
4. سورۃ النسآء 4: 34۔
5. الشیبانی، ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، تحقیق شعیب الارناؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1421ھ، 2001ء، مسند عبد الرحمٰن بن عوف الزہری، ج3، ص199، رقم الحدیث: 1661۔
6. صحیح بخاری، کتاب النکاح، با ب قُوْا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارا، ج7، ص26، رقم الحدیث: 5188۔
7. سورۃ التحریم 66: 6۔
8. جامع الترمذی، كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالأَخَوَاتِ، ج4، ص320، رقم الحدیث: 1916۔
9. جامع الترمذی، أبواب السهو، باب مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلاَةِ، ج2، ص259، رقم الحدیث: 407۔
10. الطیالسی، ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود، مسند ابی داؤد الطیالسی، تحقیق محمد بن عبد المحسن الترکی، دار ہجر، مصر، 1419ھ، 1999ء، ج2، ص33، رقم الحدیث: 677۔
11. سورۃ الصف 61: 2، 3۔
12. سورۃ بنی اسرائیل 17: 23، 24۔
13. جامع الترمذی، كتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ، ج4، ص321، رقم الحدیث: 1919۔
14. جامع الترمذی، كتاب الأحكام عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي النُّحْلِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْوَلَدِ، ج3، ص641، رقم الحدیث: 1367۔
15. صحیح مسلم، كِتَاب الرِّضَاعِ، باب الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ، ج2، ص1091، رقم الحدیث: 61/1469۔
16. جامع الترمذی، كتاب الطلاق واللعان عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي الْمُخْتَلِعَاتِ، ج3، ص485، رقم الحدیث: 1187۔
17. جامع الترمذی، كتاب الأحكام عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي النُّحْلِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْوَلَدِ، ج3، ص641، رقم الحدیث: 1367۔
18. صحیح مسلم، كِتَاب الْوَصِيَّةِ، باب مَا يَلْحَقُ الإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ، ج3، ص1255، رقم الحدیث: 14/1631۔
19. ایضاً